سوال

وضوء میں محل داڑھی کا دھونا فرض ہے یا نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تمام منہ کا دھونا فرض ہے جیساکہ قرآن مجید میں ہے جب تمام منہ کا دھونا فرض ہوا توڈاڑھی والے کو (خواہ خفیف ڈاڑھی رکھتا ہویا درمیانی یا بڑی) محل ڈاڑھی کا دھونا فرض ہے یا نہیں (یعنی بالوں کی جڑکا) حدیث میں خلال لحیہ کا حکم آیا ہے اور ترمذی وغیرہ اور شروح اس کی سے ثابت ہوتا ہے کہ خلال لحیہ مستحب ہے اور یہی قول راجح ہے توظاہر ہے کہ خلال سے محل لحیہ تر نہیں ہوتا بلکہ بھیگتا بھی نہیں ابوداوٗدکی روایت میں ہے «اخذ کفا من ماء فادخلہ تحت حنکہ فخلل بہ لحیتہ» اس حدیث سے لحیہ کے خلال کےلیے صرف ایک چلو آیا ہے اورایک چلوسے مسح لحیہ کا ہوجائے گا۔ مگر لحیہ کا محل تر نہیں ہوگا۔ بخاری میں ابن عباس کی روایت سے آیا ہے« ثم اخذ غرفۃ من ماء فجعل بہا ہکذا اضافہا الی یدہ الاخریٰ فغسل بہا وجہہ» تویہاں صرف ایک چلوسے منہ دھویا ہے اورایک چلومنہ اور خلال کےلیے کافی نہیں ان حدیثوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ لحیہ خواہ چھوٹی رکھتا ہویا بڑی مسح لحیہ اور خلال لحیہ کا کافی ہے نہ کہ محل لحیہ اوربالوں کی جڑکا تر کرنا اورچمڑہ منہ تمام کا دھونا عورت اور بے ریش پر فرض ہے۔ لحیہ والے پر لحیہ کا محل تر کرنا اور بھگونا فرض نہیں۔ صرف مسح اور خلال کافی ہے خواہ محل لیہ خشک رہ جائے اور لحیہ بھی بیچ میں سے خشک رہ جائے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ خفیف ڈاڑھی والے پر تمام منہ کا دھونا فرض ہے اور لحیہ کے اندر سےچمڑے کا تر کرنا فرض ہے سوان کا یہ قول بھی مذکورہ بالا حدیثوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے بلکہ خفیف لحیہ ہو تو بھی مسح اور خلال کافی ہے بندہ کے ناقص خیال میں تویہی آیا ہے آپ کی جو تحقیق ہواس مسئلہ میں ظاہر فرمادیں۔

اورشرح وقایہ مع حاشیہ عمدة الرعایہ میں جولکھا ہے :

«وامن اللحیۃ فعندابی حنیفۃ مسح ربعہا فرض لانہ لماسقط غسل ماتحتہا من البشرۃ صارکاالرأس» عمدة الرعایہ میں ہے «حاصلہ انہ قدقسط غسل ماتحت اللحیۃ من بشرۃ الوجہ بعدماکان فرضا قبل نبات اللحیۃ وہذا بالاجماع کالرأس۔» یعنی قبل نبات لحیہ کے جس جگہ کا دھونا فرض تھا اب بعد لحیہ آنے کے اس محل کا دھونا گرگیا اور معاف ہوگیا اوریہ ساتھ اجماع کے ہے آیا یہ عبارت اپنے معنی میں آپ صحیح جانتے ہیں یا نہیں اور جو لکھا ہے «سقط غسل ماتحتہا» اس کا ساقط کرنے والاکون سا ہے پھر لکھا ہے «ہذا بالاجماع» اس اجماع سے کیا مراد ہے کن لوگوں کا اجماع ہے اوراس عبارت کا مطلب حدیث کے موافق ہے یا مخالف اورجس حدیث کے موافق یا مخالف یہ عبارت ہو تحریر کردیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ڈاڑھی کی حد: مجمع البحار میں ہے :

«حد الوجہ مادون منابت الشعر معتاداالی الاذنین واللحیین والذقن واحترز بالمعتاد عن الصلح وادخل بہ الفم واللحیان والذقن واحد فھوتاکید انتھیٰ»

یعنی چہرے کی حد عادتاً بالوں کی اُگنے کی جگہ سے دونوں کانوں تک اونیچے کے جباڑے اور ٹھوڑی تک اور عادتاً کی قید سے پیشانی کے اڑے ہوئے بال نکل گئے اوراس کے ساتھ منہ کو داخل کیا اونیچے کا جباڑہ اور ٹھوڑی (سے مراد اس محل میں) ایک ہی ہے پس وہ تاکید ہے۔

منجد میں ہے:

«الوجہ مایبدو للناظر من البدن وفیہ العینان والانف والفم»

یعنی چہرہ بدن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو دیکھنے والے کےلیے ظاہر ہوتا ہے اوراس میں آنکھیں ناک منہ ہے۔

تفسیر خازن میں آیہ وضوء:

«یاایھا الذین اٰمنوااذاقمتم» کی تفسیر میں ہے «واما حد الوجہ فمن منابت شعر الراس الی منتھی الذقن طولا ومن الاذن عرضا لانہ ماخوذ من المواجھۃ فیجب غسل جمیع الوجہ فی الوضوء ویجب ایصال الماء الی ماتحت الحاجبین واھداب العینین والعذارین والشارب والعنفقۃ وانکانت کثۃ واما اللحیۃ فان کانت کثۃ لاتری البشرۃ من تحتھا لایجب غسل ماتحتھا ویجب غسل ماتحت اللحیۃ الخفیفۃ وہل یجب امرار الماء علیٰ ظاہر مانزل من اللحیۃ عن الذقن فیہ قولان احدھما وبہ قال ابو حنیفۃ لایجب لان الشعر النازل لایکون حکمہ حکم الراس فی المسح فکذلک حکم الشعر النازل عن حد الوجہ لایجب غسلہ والقول الثانی یجب امرار الماء علیٰ ظاہرہ لان الوجہ ماخوذ من المواجھۃ فتدخل جمیع اللحیۃ فی حکم الوجہ۔ انتھیٰ»

یعنی چہرے کی حد سر کے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے انتہا ٹھوڑی تک طول میں اورکان سے کان تک عرض میں کیونکہ وجہ مواجہہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی آمنے سامنے ہونے کے ہیں پس وضوء میں سارے چہرے کا دھونا واجب ہوگا نیز ابروؤں پلکوں رخساروں لبوں اور بچہ ڈاڑھی کے بالوں کے نیچے پانی پہنچانا واجب ہوگا۔ اگرچہ بال بھاری ہوں۔

ڈاڑھی گھنی ہو: ہاں ڈاڑھی اگر اتنی بھاری ہوکہ نیچے کا چمڑا دکھائی نہ دے توچمڑے کا دھونا واجب نہیں۔ اگر ڈاڑھی ہلکی ہو تو واجب ہے اور ڈاڑھی کا جتنا حصہ ٹھوڑی سے نیچے لٹکتا ہے اس میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ واجب نہیں اوراسی کے امام ابوحنیفہ قائل ہیں۔ کیونکہ سر کے بالوں سے جونیچے لٹکتے ہیں جب ان پر مسح واجب نہیں توچہرے سے نیچے جو بال لٹکتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے اور دوسرا قول ہے کہ واجب ہے کیونکہ وجہ مواجہۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی آمنے سامنے ہونے کے ہیں۔ پس ساری ڈاڑھی چہرے کے حکم میں ہوجائے گی۔

ڈاڑھی کا لٹکا ہوا حصّہ: منتقیٰ میں ہے۔ «باب غسل المسترسل من اللحیۃ» یعنی جوحصّہ ڈاڑھی کا لٹکا ہوا ہے اس کے دھونے کا باب پھراس میں مسلم کی حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں:

«ثم اذا غسل وجھہ کما امرہ اللہ لاخرت خطایا وجھہ من اطراف لحیتہ مع الماء»

''یعنی جب چہرہ دھوتا ہے جیسا اللہ نے اس کو حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ ڈاڑھی کے اطراف سے پانی کے ساتھ گرجاتے ہیں۔''

نیل الاوطار جلد 1 ص 143 میں اس حدیث پر لکھتے ہیں:

«وقد ساق المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ الحدیث للاستدلال بہ علیٰ غسل المسترسل من اللحیۃ لقولہ فیہ اخرت خطایا وجھہ من اطراف لحیۃ مع الماء»

''یعنی صاحب منتقیٰ نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ڈاڑھی کا لٹکا ہوا حصہ دھونا واجب ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کے اطراف وجہ میں

شامل ہیں۔‘‘

اس کے بعد صاحب منتقیٰ نے دوسرا باب باندھا ہے «باب فی ان ایصال الماء الی باطن اللحیۃ الکثۃ لایجب» یعنی بھاری ڈاڑھی کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب نہیں اوراس میں بخاری کے حوالہ سے ابن عباسؓ کی وہی روایت ذکر کی ہے جو سوال میں ہے نیل الاوطار میں اس پر لکھا ہے «والحدیث ساقہ المصنف للاستدلال بہ علیٰ عدم وجوب ایصال الماء الیٰ باطن اللحیۃ فقال وقد علم انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان کث اللحیۃ وان الغرفۃ الواحدۃ وان عظمت لاتکفی غسل باطن اللحیۃ الکثۃ مع غسل جمیع الوجہ فعلم انہ لایجب۔ انتہیٰ»

’’یعنی اس حدیث سے مصنف نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ڈاڑھی کا اندر دھونا واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی بھاری تھی اور ظاہر ہے کہ ایک چلّو اس کے لیے مع باقی چہرے کے کافی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اندر پانی پہنچانا واجب نہیں۔‘‘

ہلکی ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب ہے: تفسیر کبیر جلد 3 ص 369 آیت وضو کی تفسیر میں لکھا ہے:

«المسئلۃ السادسۃ والعشرون» قال الشافعی یجب ایصال الماء الیٰ ماتحت اللحیۃ الخفیفۃ وقال ابو حنیفۃ لایجب لنا ان قولہ تعالیٰ فاغسلوا وجوہکم یوجب غسل الوجہ والوجہ اسم للجلدۃ الممتدۃ من الجبھۃ الی الذقن ترک العمل بہ عند کثافۃ اللحیۃ عملا بقولہ ما جعل علیکم فی الدین من حرج وعند خفۃ اللحیۃ لم یحصل ہذا الحرج فکان الایۃ والۃ علیٰ وجوب غسلہ (المسئلۃ السابعۃ والعشرون) ہل یجب امرار الماء علیٰ ما نزل من اللحیۃ عن ہذا الوجہ وعلی الخارج منہا الی الاذنین عرضا للشافعی رحمہ اللہ قولان (احدہما) انہ یجب (والثانی) انہ لایجب وہو قول مالک وابی حنیفۃ والمزنی حجۃ الشافعی انا توافقنا علیٰ ان فی اللحیۃ الکثیفۃ لایجب ایصال الماء الیٰ منابت الشعور وہی الجلد وانما اسقطنا ہذا التکلیف لانا اقمنا ظاہر اللحیۃ مقام جلد الوجہ فی کونہ وجہا واذا کان ظاہر اللحیۃ یسمی وجہا والوجہ یجب غسلہ بالتمام بدلیل قولہ فاغسلوا وجوہکم لزم بحکم ہذا الدلیل ایصال الماء الیٰ ظاہر جمیع اللحیۃ (المسئلۃ الثامنۃ والعشرون) لو نبت للمرأۃ لحیۃ یجب ایصال الماء الیٰ جلدۃ الوجہ وان کانت تلک اللحیۃ کثیفۃ وذلک لان ظاہر الاٰیۃ یدل علیٰ وجوب غسل الوجہ والوجہ عبارۃ عن الجلدۃ الممتدۃ من مبدأ الجبھۃ الی منتہی الذقن ترکنا العمل بہ فی حق الرجال دفعا للحرج ولحیۃ المرأۃ نادرۃ فتبقی علی الاصل واعلم انہ یجب ایصال الماء الیٰ ماتحت الشعر الکثیف فی خمسۃ العنفقۃ والحاجبان والشاربان والعذاران واہداب العینین لان قولہ فاغسلوا وجوہکم یدل علیٰ وجوب غسل کل جلدۃ الوجہ ترک العمل بہ فی اللحیۃ الکثیفۃ دفعا للحرج وہذہ الشعور خفیفۃ فلا حرج فی ایصال الماء الی الجلدۃ فوجب ان تبقی علی الاصل۔ انتہیٰ۔»

یعنی امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہلکی داڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ واجب نہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا «فاغسلوا وجوہکم» چہرے کے دھونے کو واجب کرتا ہے اور چہرہ اس جلد کا نام ہے جو ماتھے سے ٹھوڑی تک ہے۔ بھاری داڑھی اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اللہ نے دین میں دقّت اور تنگی نہیں کی اور ہلکی داڑھی کے دقت اور تنگی نہیں پس آیہ کریمہ «فاغسلوا وجوہکم» ہلکی داڑھی کے دھونے کے وجوب پر دلالت کرے گی اور داڑھی کا جو حصہ نیچے لٹکتا ہے اور خط داڑھی سے کانوں تک عرض میں جتنا حصہ ہے ان دونوں پر پانی بہانے کی بابت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے دو قول ہیں ایک وجوب کا ایک عدم وجوب کا اور یہی (دوسرا) قول امام مالک رحمہ اللہ علیہ، ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اور مزنی کا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے (پہلے) قول کی دلیل یہ ہے کہ بھاری داڑھی کی بابت سب کا اتفاق ہے کہ اندر سے چمڑا دھونا واجب نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ظاہر داڑھی کا چمڑے کے قائم مقام ہے اور جب ظاہر داڑھی کا چمڑے کا حکم رکھتا ہے تو ساری داڑھی کا اُوپر سے دھونا واجب ہوا کیونکہ سارے چہرے کا دھونا واجب ہے اور اگر عورت کو داڑھی نکل آئے تو اس کا اندر سے دھونا ہر صورت میں واجب ہے خواہ بھاری داڑھی ہو کیونکہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ چہرے کا دھونا واجب ہے اور چہرا اس چمڑے کا نام ہے جو ماتھے سے انتہا ٹھوڑی تک ہے مردوں کی بابت بھاری داڑھی میں اس پر عمل اس لیے نہیں کہ اس میں دقّت اور تنگی ہے اور عورتوں کی داڑھی شاذونادر ہے۔ اس لیے عورتوں کی بابت یہ آیت اپنے اصل پر رہے گی اور اس بات کو معلوم کرلینا چاہیے کہ پانچ جگہ بھارے بالوں کی جڑوں کو پانا پہنچانا واجب ہے۔ بچہ داڑھی۔ ابرو۔ لبیں۔ رخسارے۔ پلکیں کیونکہ آیہ «فاغسلوا وجوہکم» سارے چہرے کے دھونے پر دلالت کرتی ہے۔ صرف بھاری داڑھی میں اس پر عمل نہیں اوران پانچ جگھوں کے بال تھوڑے ہیں۔ اس لیے ان کی بابت یہ آیت اپنے اصل پر رہے گی۔

تفسیر مظہری ص 18 میں اس آیت کے نیچے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی لکھتے ہیں:

«الوجہ اسم لعضو معلوم مشتق من المواجھۃ وحدہ من منابت الشعر الیٰ منتہی الذقن طولا وما بین الاذنین عرضا فمن ترک غسل ما بین اللحیۃ والاذن لم یجز وضوءہ عند الائمۃ الثلاثۃ خلافا لمالک

ویجب ایصال الماء الیٰ ماتحت الحاجبین واہداب العینین والشارب واما ماتحت اللحیۃ فان کانت خفیۃ یری ماتحتہا یجب غسلہ وانکانت کثیفۃ لایری البشرۃ من تحتہا یسقط غسل البشرۃ فیا لوضوء کما یسقط مسح الرأس بالشعر النابت علیہ والدلیل علیہ اجماع الامۃ وفعل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یغسل وجہہ بغرفۃ واحدۃ رواہ البخاری من حدیث ابن عباس وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کث اللحیۃ ذکرہ القاضی عیاض وقرر ذلک فی احادیث جماعۃ من الصحابہ باسانید صحیحۃ فی مسلم من حدیث جابر کان رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیر شعر اللحیۃ قلت ولایمکن ایصال الماء بغرفۃ واحدۃ الیٰ تحت کل شعرۃ لمن کان کث اللحیۃ ویجب غسل ظاہر اللحیۃ کلہا عوضا عن البشرۃ عند الجمہور کما فی مسح شعر الراس وبہ قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ فی روایۃ قال فی الظہیریۃ وعلیہ الفتوی وقال فی البدائع ان ماعداہذہ الروایۃ مرجوح عنہ وفی روایۃ عنہ یجب مسح ربع اللحیۃ وفی روایۃ مسح ثلث اللحیۃ وفی روایۃ لایجب مسح اللحیۃ ولا غسلہا والحجۃ علیٰ وجوب غسل ظاہر اللحیۃ کلہا ان غسل البشرۃ سقط بالاجماع وسند الاجماع اما فعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان یغسل وجہہ بغرفۃ واما القیاس علی سقوط مسح الراس بالشعر النابت علیہ ولاشک ان مستند الاجماع نصا کان اوقیاسا یدل علیٰ ان غسل ماتحت اللحیۃ انما سقط لقیام الشعر مقامہ ووجوب غسلہ بدلا عنہ اما القیاس فلان حکم الاصل لیس الاسقوط مسح الراس الیٰ بدل وہو وجوب مسح الشعر فلابدان یکون سقوط وظیفۃ الوجہ اعنی الغسل ایضاً الیٰ بدل وہو وجوب غسل مایسترہ من اللحیۃ کیلا یلزم مزیۃ الفرع علی الاصل واما الحدیث فایضا یدل علیٰ انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یغسل وجہہ بغرفۃ ولاشک انہ کان یغسل اللحیۃ فظہر ان الاجماع منعقد علیٰ قیام اللحیۃ مقام الوجہ وسقوط وظیفۃ الوجہ الیٰ بدل لا بلا بدل فثبت بذلک ان وظیفۃ الوجہ وہو غسل تمامہ ثابت فی بدلہ وہو اللحیۃ واللہ اعلم ۔ انتہیٰ ۔ »

''یعنی وجہ (چہرہ) ایک مشہور عضو کا نام ہے مواجہہ سے مشتق ہے اس کی حد لمبائی میں بالوں کے اُگنے کی جگہ سے انتہاء ٹھوڑی تک ہے اورچوڑائی میں دونوں کانوں کا درمیان ۔ پس جو شخص خط داڑھی سے کان تک چھوڑدے اس کا وضوء ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز نہیں صرف امام مالک رحمہ اللہ علیہ جواز کے قائل ہیں اورابرؤوں کی جڑوں کواور پلکوں کواور لبوں کو پانی پہنچانا واجب ہے اور داڑھی اگر ہلکی ہو کہ نیچے سے چمڑا نظر آتا ہو تو اس کا اندر سے دھونا واجب ہے اور اگر داڑھی بھاری ہو کہ بالوں کے اندر سے چمڑا نظر نہ آتا ہو تو اندر سے دھونا وضو میں گرجائے گا ۔ جیسے سر کا مسح سر کے بالوں کے ساتھ گرجاتا ہے اور دلیل اس پر اجماع امت ہے اور فعل رسول اللہ ﷺ کا ہے کہ آپ ایک چلّو کے ساتھ چہرہ دھوتے چنانچہ بخاری میں ابن عباس سے روایت کیا ہے اور آپ کی داڑھی بھاری تھی جیسے قاضی عیاض نے جماعت صحابہؓ سے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کے بال بہت تھے اورایک چلّو کے ساتھ بھاری داڑھی والے کو بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا مشکل ہے ہاں اس کے عوض ظاہر داڑھی کا دھونا جمہور کے نزدیک واجب ہے جیسے سر کے عوض سر کے بالوں کا مسح واجب ہے اورایک روایت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں ۔ ظہیریہ میں کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور بدائع میں کہا ہے کہ اس کے علاوہ باقی روایتوں سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے رجوع کیا ہے اورایک روایت ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے ہے کہ چوتھائی حصے داڑھی کا مسح واجب ہے اورایک روایت ان سے ہے کہ تہائی داڑھی کا مسح واجب ہے اورایک روایت ہے کہ نہ داڑھی کا مسح واجب ہے نہ دھونا اور دلیل ظاہر کے تمام دھونے پر یہ ہے کہ اندر دھونا بالاجماع ساقط ہوگیا ہے اور سند اجماع فعل نبی ﷺ کا ہے کہ آپ ایک چلّو کے ساتھ چہرہ دھوتے تھے یا مستند اجماع قیاس کرنا ہے داڑھی کا سر کے مسح پر کہ جیسے سر کا مسح سر کے بالوں کے ساتھ ساقط ہوجاتا ہے ۔ اسی طرح داڑھی کا اندر سے دھونا اُوپر کے دھونے سے ساقط ہوگیا ۔ اوراس میں شبہ نہیں کہ مسند اجماع خواہ فعل نبی ہو یا قیاس اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بھاری داڑھی کا اندر سے دھونا اس لیے ساقط ہوا ہے کہ ظاہر بالوں کا اندر کے قائم مقام ہے اور ظاہر کا دھونا اندر کے دھونے کے عوض میں ہے اگر مستند اجماع قیاس ہو تو وہ اس لیے دلالت کرتا ہے کہ اصل کا حکم یہی ہے کہ اس میں سر کا مسح ویسے ساقط نہیں ہوا بلکہ عوض کے ساتھ ساقط ہوا ہے اور وہ عوض سر کے بالوں کا مسح واجب ہونا ہے ۔ پس ضروری ہے کہ فرع میں بغیر عوض کے ساقط ہوجائے تو زیادتی فرع کی اصل پر لازم آئے گی (جو قیاس کی شرائط کے خلاف ہے) اوراگر مستند اجماع حدیث ہو تو وہ اس لیے دلالت کرتی ہے کہ آپ چہرے کو ایک چلّو سے دھوتے تھے اوراس میں شبہ نہیں کہ آپ داڑھی دھوتے تھے پس ظاہر ہوگیا کہ اجماع اس بات پر منعقد ہے کہ داڑھی چہرے کے قائم مقام ہے اوراس بات پر بھی منعقد ہے کہ چہرے کا دھونا عوض کے ساتھ ہے نہ بغیر عوض کے ۔ پس ثابت ہوگیا کہ جیسے سارے چہرے کا دھونا واجب ہے اسی طرح اس کا عوض بھی سارا دھونا واجب ہے ۔''

ان عبارتوں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ۔

ایک یہ کہ چہرے کی حد طول میں ماتھے سے انتہا ٹھوڑی تک ہے اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک ۔

دوسری یہ کہ بحکم آیہ کریمہ «فاغسلوا وجوہکم» بالاتفاق سارے چہرے کا دھونا واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت ۔

تیسری بات یہ کہ جب داڑھی نکل آئے تو بھاری ہونے کی صورت میں بالاجماع اندر سے دھونا واجب نہیں رہتا۔ مگر یہ مردمیں ہے عورت میں نہیں کیونکہ عورت کی ڈاڑھی نادر ہے۔ «والنادر کالمعدوم» یعنی نادرشئے معدوم کے حکم میں ہے۔

چوتھی بات یہ کہ اس کے ساقط ہونے پر اجماع امت ہے نہ اجماع ائمہ احناف اور اس سے شرح وقایہ کی عبارت میں بھی اجماع سے جو مراد ہے واضح ہوگئی۔

پانچویں بات یہ کہ اس اجماع کا مستند دوشئی ہیں۔ ایک حدیث کہ رسول اللہ ﷺ ایک چلّو سے چہرہ دھوتے، ہلکی داڑھی تو ایک چلّو کے ساتھ اندر باہر سے تر ہوسکتی ہے بھاری مشکل ہے دوسرا مستند قیاس ہے کہ سر کا مسح بوجہ بالوں کے گرجاتا ہے اور علت اس کی دفع حرج ہے تو وہی وجہ داڑھی میں بھی ہے اور اگر پگڑی پر مسح کرنے کی حدیث کو دیکھا جائے تو اور سہولت ہوجاتی ہے کیونکہ پگڑی اتار کر مسح کرنے میں کوئی زیادہ وقت نہیں لیکن پھر بھی رخصت ہے پس داڑھی میں بطریق اولیٰ رخصت ہونی چاہیے کیونکہ اس کے اندر سے دھونے کا حکم ہو تو اس میں بہت وقت ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ ہلکی داڑھی کی حد بالوں کے اندر سے چمڑا نظر آئے۔ بھاری اس کے خلاف ہے کیونکہ بال چمڑے کا حکم اسی وقت لیں گے جب چمڑے کو ڈھانک لیں۔ اس بناء پر سوال میں جو کہا گیا ہے کہ ہلکی بھی ایک چلّو کے ساتھ اندر سے تر نہیں ہوتی تو یہ غلطی ہے کیونکہ جب ایسی ہلکی ہو کہ سامنے کھڑے ہوئے آدمی کو اندر کا چمڑہ نظر آئے تو بالوں کی جڑوں میں خاصہ بُعد ہوگا۔ پس اس کا ایک چلّو سے تر ہونا معمولی بات ہے۔

ساتویں بات یہ ہے کہ جب داڑھی کا اندر سے دھونا گرگیا تو ظاہر اس کے قائم مقام ہوگیا پس اس کے عوض ظاہر کا دھونا واجب ہوگا۔ جمہور کا مذہب یہی ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ آیہ کریمہ «فاغسلوا وجوهکم» اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وجہ کا دھونا واجب ہے اور داڑھی وجہ میں داخل ہے اندر کا دھونا دفع حرج کی وجہ سے ساقط ہوگیا۔ پس ظاہر داڑھی کا اپنے اصل پر رہے گا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مستند اجماع اگر حدیث ہو کہ رسول اللہ ﷺ ایک چلّو سے چہرہ دھوتے تھے۔ تو یہ چہرہ ما تھا ناک منہ ظاہر داڑھی ہی ہوسکتا ہے کیونکہ ایک چلّو سے داڑھی کے اندر تک پانی پہنچانا مشکل ہے اور اگر مستند اجماع قیاس ہو تو یہ بھی چاہتا ہے کہ ظاہر کا دھونا واجب ہو کیونکہ سر کے مسح کے قائم مقام بالوں کا مسح ہے تو داڑھی کے اندر کے قائم مقام بھی کوئی شئی ہونی چاہیے تاکہ فرع کی زیادتی اصل پر لازم نہ آئے کیونکہ بغیر عوض کے گرنا عوض کے ساتھ گرنے سے زیادہ سہولت رکھتا ہے۔

آٹھویں بات یہ کہ داڑھی کا جو حصہ نیچے لٹکتا ہے۔ اس کا دھونا بھی واجب ہے۔

دلائل: دلائل اس کے تین ہیں۔ ایک یہ کہ وجہ مواجہہ سے ماخوذ ہے پس ساری داڑھی کا حکم وجہ کا ہوگا۔ دوسری دلیل یہ کہ جب ظاہر داڑھی کا اندر کے قائم مقام ہے یعنی اصل میں وجہ تو چمڑے کا نام ہے جو ماتھے سے انتہاء ٹھوڑی تک ہے اب جہاں بال اگ آئے وہاں ظاہر بالوں کا نام ہوگیا۔ پس بحکم آیہ کریمہ «فاغسلوا وجوهکم» ظاہر ساری داڑھی کا دھونا واجب ہوگا۔ تیسری دلیل یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ کو دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ داڑھی کی اطراف سے گرجاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ داڑھی بھی وجہ ہے اور دھونے کا حکم جو قرآن میں ہے اس میں وہ داخل ہے اور یہ کہنا کہ سر کے بال جو نیچے لٹکتے ہیں۔ ان پر مسح ضروری نہیں تو داڑھی کے بال جو نیچے لٹکتے ہیں ان کا دھونا کیوں ضروری ہوگا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ نص کے مقابلہ میں قیاس ہے پھر یہ قیاس صحیح بھی نہیں کیونکہ سر کے بال جو نیچے لٹکتے ہیں ان کے مسح کا حکم تو شرع نے اس لیے نہیں دیا کہ بہت دفعہ ان کا مسح سر کے مسح کے ساتھ مشکل ہے مثلاً عورت آگے سے پیچھے کو ہاتھ لے جائے تو جہاں تک اس کے بال لٹکتے ہیں نہیں لے جاسکتی ہاں بالوں کو اٹھا لے یا آگے کو کرلے تو مسح کرسکتی ہے مگر سر کے مسح کی کیفیت کے خلاف ہے بلکہ شرع نے جہاں مسح کا حکم دیا ہے وہاں اس شئی کی بابت اپنے حال پر ہاتھ پھیرنے کا حکم دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ اس شئی کو وہاں سے ہٹا کر ہاتھ پھیرو کیونکہ اس صورت میں وہ شئی اس عضو کا حکم نہیں رکھے گی مثلاً پٹی پر مسح موزے پر مسح جرابوں پر مسح ان سب کی صورت یہی ہے پس سر کے مسح کے قائم مقام بھی سر کے بالوں کا مسح اسی حد تک ہوگا جہاں تک سر کے مسح کی کیفیت نہ بدلے ورنہ وہ سر کا مسح نہیں کہلائے گا۔ برخلاف داڑھی کے کہ اس کا جو حصہ نیچے لٹکتا ہے اس میں دھونے کی کیفیت نہیں بدلتی۔

نویں بات یہ کہ داڑھی کے سوا کسی اور جگہ بال ہوں خواہ ہلکے ہوں یا بھاری ان کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔ جیسے ابرو پلکیں لبیں وغیرہ کیونکہ یہ بال تھوڑے ہوتے ہیں اور اسی بناء پر عنفقہ (یعنی بچہ داڑھی) کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے حالانکہ وہ داڑھی میں داخل ہے اور جو اسے خارج سمجھتے ہیں ان کی غلطی ہے کیونکہ جو بال نیچے کے جباڑے پر ہیں ان

کے داڑھی میں داخل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

دسویں بات یہ کہ جو بال گلے میں گھنڈی پر ہیں۔ وہ وجہ میں داخل نہیں مگر عرفاً چونکہ داڑھی ہی کہلاتے ہیں اور مرد و عورت میں امتیاز ہیں۔ اس لیے احتیاطاً دھولینے چاہیئں۔ تلک عشرة کاملة

اجماع خود دلیل ہے: جس مسئلہ پر اجماع امت ہو اس کی بابت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کس دلیل سے ثابت ہے کیونکہ اجماع خود ایک زبردست دلیل ہے ہاں انعقاد اجماع کے لیے کوئی مستند یا داعی کا ہمیں علم ہو یا نہ بہر صورت مسئلہ ماننا پڑے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«لا تجتمع امتي على الضلالة» ''میری اُمت گمراہ پر جمع نہیں ہوتی'' چنانچہ اس کی زیادہ اور مفصل تحقیق ہمارے رسالہ اہلسنت کی تعریف کے صفحہ 324 لغایت صفحہ 379 380 میں موجود ہے۔ پس سوال میں «سقط غسل ماتحتها» لکھ کر جو کہا گیا ہے کہ اس کا مسقط کون ہے یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ آگے بالا اجماع پڑا ہے۔ ہاں اگر اس نیت سے کہا گیا ہے کہ اس عبارت میں شاید اجماع سے مراد اجماع ائمہ احناف ہو کیونکہ کتب احناف میں بہت دفعہ اجماع سے مراد اجماع ائمہ احناف ہوتا ہے تو یہ کہنا ٹھیک ہے کیونکہ اجماع ائمہ احناف کوئی دلیل نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

وضو کا بیان، ج1ص263